URDU Gif Format

قبورِ مسلمین کی توہین کی بناء پر وہابیوں کی سرکوبی

اِتْیَانُ الْاَرْوَاح لِدِیَارِھِمْ بَعْدَ الرَّوَاح

۱۳۲۱ھ

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

ALAHAZRAT NETWORK

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

اِتْیَانُ الْاَرْوَاحِ لِدِیَارِھِمْ بَعْدَ الرَّوَاحِ

۱۳ ھ ۲۱

(رُوحوں کا بعد وفات اپنے گھر آنا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۲۶۰ ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ جس وقت سے رُوح انسان کی جسم سے پرواز کرتی ہے بعد اُس کے پھر بھی اپنے مکان پر آتی ہے یا نہیں؟ اور اس سے کچھ ثواب کی خواستگار خواہ قرآن مجید یا خیرات وغیرہ طعام ہو یا روپیہ پیسہ ہوتی ہے یا نہیں؟ اور کون کون دن رُوح اپنے مکان پر آیا کرتی ہے؟ اور اگر آتی ہے تو منکر اُس کا گنہگار ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس گناہ میں شامل ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

خاتمۃ المحدثین شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شرح مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور میں فرماتے ہیں:

مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از رفتن او از عالم تا ہفت روز تصدق از میت نفع

میت کے دُنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ کرنا مستحب ہے۔ میت کی طرف سے

می کند او را ۔ خلاف میان اہلِ علم وارد شدہ است در آں احادیث صحیحہ خصوصاً آب، و بعضے از علماء گفتہ اند کہ نمی رسد بمیت را مگر صدقہ و دعا، و در بعض روایات آمدہ است کہ رُوحِ میت می آید خانہ خود را شبِ جمعہ، پس نظر می کند کہ تصدق می کنند از وے یا نہ[1] واللہ تعالٰی اعلم۔

صدقہ اس کے لیے نفع بخش ہوتا ہے۔ اس میں اہلِ علم کا کوئی اختلاف نہیں۔ اس بارے میں صحیح حدیثیں وارد ہیں، خصوصاً پانی صدقہ کرنے کے بارے میں ـــ اور بعض علماء کا قول ہے کہ میت کو صرف صدقہ اور دُعا کا ثواب پہنچتا ہے ـــ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ رُوح شبِ جمعہ کو اپنے گھر آتی ہے اور انتظار کرتی ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں واللہ تعالٰی اعلم (ت)

شیخ الاسلام "کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء" فصل ہشتم میں فرماتے ہیں:

"در غرائب و خزانہ نقل کردہ کہ ارواحِ مومنین می آیند خانہ ہائے خود را ہر شبِ جمعہ و روزِ عید و روزِ عاشورہ و شبِ برات، پس ایستادہ می شوند بیرون خانہائے خود و ندا می کند ہر یکے با آواز بلند اندوہگین اے اہل و اولادِ من و نزدیکانِ من مہربانی کنید بر ما بصدقہ"[2]۔

غرائب اور خزانہ میں منقول ہے کہ مومنین کی رُوحیں ہر شبِ جمعہ، روزِ عید، روزِ عاشوراء اور شبِ برات کو اپنے گھر آکر باہر کھڑی رہتی ہیں اور ہر روح غمناک بلند آواز سے ندا کرتی ہے کہ اے میرے گھر والو، اے میری اولاد، اے میرے قرابت دارو! صدقہ کرکے ہم پر مہربانی کرو۔ (ت)

اسی میں ہے:

"شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ در شرح الصدور احادیث شتے در اکثر ازیں اوقات آوردہ اگرچہ اکثرے خالی از ضعف نیست"[3]۔

شرح الصدور میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے اکثر اوقات کے بارے میں مختلف حدیثیں نقل کی ہیں اگرچہ اکثر ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ (ت)

اکثرے کا لفظ صریح دلالت کر رہا ہے کہ بعض بالکل ضعف سے خالی ہیں، تو صاحبِ مأتہ مسائل کا مطلقاً اس کی طرف نسبت کرنا کہ "این روایات را تضعیف ہم فرمودہ اند"[4] کذب و افترا ہے یا جہل و اجترا۔

---

[1] اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۷۱۶
[2] کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء فصل احکام دعا و صدقہ ص ۶۶
[3] " " " " " " " " ص ۶۷
[4] مأتہ مسائل

اور استناد کا روایات صحیحہ مرفوعہ متصلۃ الاسناد میں حصر اور صحاح کا صرف کتب ستہ پر قصر، جیسا کہ صاحب مائۃ مسائل سے یہاں واقع ہُوا، جہل شدید و سفہ بعید ہے۔ حدیث حسن بھی بالاجماع حجت ہے۔ غیر عقائد و احکام حلال و حرام میں حدیث ضعیف بھی بالاجماع حجت ہے۔ ہمارے ائمہ کرام حنفیہ وجمہور ائمہ کے نزدیک حدیث مرسل غیر متصل الاسناد بھی حجت ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک حدیث موقوف غیر مرفوع قول صحابی بھی حجت ہے کہ یہ سب مسائل ادنٰی طلبہ علم پر بھی روشن ہیں۔ اور حدیث صحیح کا ان چھ کتابوں میں محصور نہ ہونا بھی علم حدیث کے ابجد خوانوں پر بیّن ومبرہن (ظاہر و دلائل سے ثابت۔ ت) ہے۔ ولکن الوھابیۃ قوم یجھلون (لیکن وہابیہ نادان ہیں۔ ت)

طرفہ (تعجب۔ ت) یہ کہ خود صاحب مائۃ مسائل نے اس کتاب اور اربعین میں اور بزرگانِ خاندانِ دہلی جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی تصانیف کثیرہ میں وہ وہ روایات غیر صحاح و روایاتِ طبقہ رابعہ اور ان سے بھی نازل تر (کم مرتبہ۔ ت) سے استناد کیا ہے، جیسا کہ ان کتب کے ادنٰی مطالعہ سے واضح ومبین ہے ولکن النجدیۃ یجحدون الحق وھم یعلمون (لیکن نجدیہ جان بُوجھ کر حق کا انکار کرتے ہیں۔ ت)

امام اجل عبداللہ بن مبارک و ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم سے موقوفاً اور امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک اور ابو نعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مرفوعاً راوی

وھذا لفظ ابن المبارک قال ان الدنیا جنۃ الکافر وسجن المؤمن، وانما مثل المؤمن حین تخرج نفسہ کمثل رجل کان فی السجن فاخرج منہ فجعل یتقلب فی الارض یتفسح فیھا۔[1]

(اور یہ ابن مبارک کے الفاظ ہیں۔ ت) بیشک دنیا کافر کی بہشت اور مسلمان کا قید خانہ ہے جب مسلمان کی جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص زندان میں تھا اب آزاد کردیا گیا تو زمین میں گشت کرنے اور با فراغت چلنے پھرنے لگا۔

ابوبکر کی روایت یُوں ہے:

فاذا مات المؤمن یخلی بہ یسرح حیث شاء۔[2]

جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے جائے۔

[1] کتاب الزہد لابن المبارک باب فی طلب الحلال حدیث ۵۹۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۲۱۱
[2] مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الزہد حدیث ۱۶۵۷۱ ادارۃ القرآن کراچی ۱۳/ ۳۵۵

ابن ابی الدنیا و بیہقی سعید بن مسیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضرت سلمان فارسی و عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہما باہم ملے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم مجھ سے پہلے انتقال کرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا، کہا کیا زندے اور مُردے بھی ملتے ہیں؟ کہا:

نعم اما المومنون فان ارواحھم فی الجنۃ وھی تذھب حیث شاءت[1]

ہاں مسلمانوں کی رُوحیں تو جنّت میں ہوتی ہیں اُنھیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔

ابن المبارک کتاب الزہد و ابوبکر ابن ابی الدنیا و ابن مندہ سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال ان ارواح المؤمنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاءت ونفس الکافر فی سجین[2]

بیشک مسلمانوں کی روحیں زمین کے برزخ میں ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، اور کافر کی روح سجین میں مقید ہے۔

ابن ابی الدنیا مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال بلغنی ان ارواح المومنین مرسلۃ تذھب حیث شاءت[3]

فرمایا: مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی رُوحیں آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

رجح ابن البران ارواح الشھداء فی الجنۃ وارواح غیرھم علی افنیۃ القبور فتسرح حیث شاءت[4]

امام ابوعمر ابن عبدالبر نے فرمایا: راجح یہ ہے کہ شہیدوں کی رُوحیں جنّت میں ہیں اور مسلمانوں کی فنائے قبور پر، جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ان الروح اذا انخلعت من ھذا الھیکل وانفکت من القیود بالموت تحول الٰی حیث شاءت[5]

بیشک جب رُوح اس قالب سے جُدا اور موت کے باعث قیدوں سے رہا ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے جولاں کرتی ہے۔

---

[1] شعب الایمان باب التوکل والتسلیم حدیث ۱۳۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۱۲۱

[2] کتاب الزہد لابن مبارک باب ماجاء فی التوکل حدیث ۴۲۹ " " ص ۱۴۴

[3] شرح الصدور بحوالہ ابن ابی الدنیا باب مقر الارواح خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۹۸

[4] " " " " " " " " " ص ۱۰۵

[5] تیسیر شرح جامع صغیر تحت حدیث ان روح المومنین الخ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیہ ۱/۳۲۰

قاضی ثناء اللہ بھی تذکرۃ الموتیٰ میں لکھتے ہیں :

"ارواحِ ایشاں (یعنی اولیائے کرام قدست اسرارہم) از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند می روند"[1]

اولیائے کرام قدست اسرارہم کی روحیں زمین، آسمان، بہشت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں (ت)

خزانۃ الروایات میں ہے :

عن بعض العلماء المحققین ان الارواح تتخلص لیلۃ الجمعۃ وتنتشر فجاؤا الی مقابرھم ثم جاؤا فی بیوتھم[2]۔

بعض علماء محققین سے مروی ہے کہ روحیں شبِ جمعہ چھٹی پاتی اور پھیلتی جاتی ہیں۔ پہلے اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں۔

دستور القضاۃ مستند صاحبِ مائۃ مسائل میں فتاوٰی امام نسفی سے ہے :

ان ارواح المؤمنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتھم ثم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین یااھلی ویااولادی ویااقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا فی غربتنا الخ[3]۔

بیشک مسلمانوں کی روحیں ہر روز و شبِ جمعہ اپنے گھر آتی اور دروازے کے پاس کھڑی ہوکر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ اے میرے گھروالو! اے میرے بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقہ سے مہر کرو، ہمیں یاد کرو بھول نہ جاؤ، ہماری غریبی میں ہم پر ترس کھاؤ۔

نیز خزانۃ الروایات مستند صاحبِ مائۃ مسائل میں ہے :

عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما اذا کان یوم عید او یوم جمعۃ او یوم عاشوراء ولیلۃ النصف من الشعبان تاتی ارواح الاموات ویقومون علٰی ابواب بیوتھم فیقولون ھل من احد یذکرنا ھل من احد یترحم علینا ھل من احد یذکر غربتنا الحدیث[4]

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورے کا دن یا شبِ برات ہوتی ہے اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں : ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے، ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے، ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔

اسی طرح کنز العباد میں بھی کتاب الروضہ امام زندویسی سے منقول، یہ مسئلہ کہ نہ عقائد کا ہے نہ فقہ کے

---

[1] تذکرۃ الموتیٰ والقبور اردو ترجمہ مصباح النور باب روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ کے بیان میں نوری کتب خانہ لاہور ص ۷۵ و ۷۶

[2] خزانۃ الروایات [3] دستور القضاۃ [4] خزانۃ الروایات

حلال وحرام کا۔ ایسی جگہ دو ایک سندیں بھی بس ہوتیں نہ کہ اس قدر کثیر ووافر۔

امام جلال الملۃ والدین سیوطی مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء زیر رثائے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لم اجدہ فی شیئ من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن حدیث طویل وکفی بذلک سندًا لمثلہ فانہ لیس مما یتعلق بالاحکام[1]۔

یعنی میں نے یہ حدیث کسی کتابِ حدیث میں نہ پائی مگر صاحبِ اقتباس الانوار اور ابن الحاج نے مدخل میں اسے ایک حدیثِ طویل میں بے سند ذکر کیا۔ ایسی حدیث کو اتنی ہی سند کافی ہے کہ وہ کچھ احکام سے متعلق نہیں۔

باقی رہا ضلالِ حال کے شیخ الضلال گنگوہی کا "براہینِ قاطعہ" میں زعمِ باطل کہ ارواح کا اپنے گھر آنا یہ مسئلہ عقائد کا ہے اس میں مشہور ومتواتر صحاح کی حاجت ہے قطعیات کا اعتبار ہے نہ ظنیات صحاح کا۔ یعنی اگر صحیح بخاری وصحیح مسلم کی بھی صحیح وصریح حدیثوں میں ہو کہ رُوحیں آتی ہیں تو وہ حدیثیں بھی اُن کے دھرم (مذہب ۱۲) میں مردود ہوں گی کہ ان روایات میں عمل نہیں بلکہ علم ہے اور تسلیم بھی کرلیے تو فقط عمل ہے نہ فضل عمل۔ براھین قاطعۃ لما امر اللہ بہ ان یوصل (اللہ تعالٰی نے جس چیز کے ملانے کا حکم دیا اسے قطع کرنے والی کتاب۔ ت) میں چار ورق سے زائد پریہی اعجوبہ اضحوکہ طرح طرح کے مزخرفات سے آلودہ اندودہ (مزین وملمع ۱۲) کیا ہے سخت جہالتِ فاحشہ ہے۔

اقول اگرچہ ہر جملہ خبریہ جس میں کسی بات کا ایجاب یا سلب ہو اگرچہ اسے نفیًا واثباتًا کسی طرح عقاید میں دخل نہ ہو نافی یا مثبت کسی پر اس نفی واثبات کے سبب حکم ضلالت وگمراہی محتمل نہ ہو بہ باب عقاید میں داخل ٹھہرے، جس میں احادیثِ بخاری ومسلم بھی جب تک متواتر نہ ہوں نامقبول ٹھہریں۔ تو **اوّلاً** سیر ومغازی ومناقب یہ علوم کے علوم سب گاؤ خورد و دریا بُرد ہوجائیں، حالانکہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ان علوم میں صحاح درکنار ضعاف بھی مقبول۔ سیرت انسان العیون میں ہے:

لایخفی ان السیر تجمع الصحیح والسقیم، والضعیف والبلاغ، والمرسل والمنقطع، والمعضل دون الموضوع، وقد قال الامام

مخفی نہیں کہ کتبِ سیر میں موضوع چھوڑ کر صحیح، سقیم، ضعیف، بلاغ، مرسل، منقطع، معضل ہر قسم کی روایتیں ہوتی ہیں۔ امام احمد وغیرہ ائمہ نے

---

[1] مناہل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء

احمد بن حنبل وغیرہ من الائمۃ، اذا روینا فی الحلال والحرام شددنا واذ روینا فی الفضائل ونحوھا تساھلنا۔[1]

فرمایا ہے، جب ہم حلال وحرام یعنی باب احکام میں روایت کرتے ہیں تو شدت برتتے ہیں اور جب باب فضائل وغیرہ میں روایت کرتے ہیں تو نرمی رکھتے ہیں (ت)

اس مبحث کی تفصیل فقیر کی کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین میں ملاحظہ ہو۔ یہیں دیکھئے رثائے مذکور امیر المومنین کیا فضائل اعمال سے تھا، وہ بھی باب علم سے ہے، جس میں امام خاتم الحفاظ نے بعض علماء کی بے سند حکایت بھی کافی بتائی۔

ثانیاً علم رجال بھی مردود ہو جائے کہ وہ بھی علم ہے نہ عمل وفضل، عمل تو غیر قطعیات سب باطل ومہمل۔

ثالثاً دو تہائی سے زائد بخاری ومسلم کی حدیثیں محض باطل ومردود قرار پائیں۔

رابعاً عقائد واعمال میں تفرقہ جس پر اجماع ائمہ ہے ضائع جائے، کہ احکام حلال وحرام میں کیا اعتقاد حلت وحرمت نہیں لگا ہوا ہے، اور وہ عمل نہیں بلکہ علم ہے تو کسی شے کے حلال یا حرام سمجھنے کے لیے بخاری ومسلم کی حدیثیں مردود۔ اور جب حلال وحرام کچھ نہ جانیں تو اسے کیوں کریں اس سے کیوں بچیں!

خامساً بلکہ فضائل اعمال میں بھی احادیث صحیحین کا مردود ہونا لازم۔ حالانکہ ان میں ضعیف حدیثیں بھی یہ سفیہ خود مقبول مانتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس عمل میں یہ خوبی ہے اس پر یہ ثواب یہ جاننا خود عمل نہیں بلکہ علم ہے اور علم باب عقائد سے ہے اور عقائد میں صحاح ظنیات مردود۔

سادساً اگلے صاحب نے تو اتنی مہربانی کی تھی کہ حدیث صحیح مرفوع متصل السند مقبول رکھی تھی، انھوں نے بخاری ومسلم بھی مردود کر دیں، جب تک قطعیات نہ ہوں کچھ نہ سنیں گے ع

قدم عشق پیشتر بہتر

سابعاً ختم الٰہی کا ثمرہ دیکھئے، اسی براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل میں فضیلت علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو باب فضائل سے نکلوا کر اس تنگنائے اعتقادیات میں داخل کرایا تاکہ صحیحین بخاری ومسلم کی حدیثیں بھی جو وسعت علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دال ہیں مردود ٹھہریں۔ اور وہیں وہیں اسی منہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے علم عظیم کی تنقیص کو محض بے اصل وبے سند حکایت سے سند لایا کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، حالانکہ حضرت شیخ

---

[1] انسان العیون خطبۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ۱/ ۳و۴

قدس سرہٗ نے اسے ہرگز روایت نہ کیا بلکہ اعتراضاً ذکر کرکے صاف فرما دیا تھا کہ "این سخن اصلے نہ دارد و روایت بدان صحیح نشدہ است" (اس کلام کی کوئی اصل نہیں، اور اس کے بارے میں روایت صحیح نہیں۔ ت)

غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل ماننے کو تو جب تک حدیث قطعی نہ ہو بخاری و مسلم بھی مردود، اور معاذ اللہ حضور کی تنقیص فضائل کے لیے بے اصل و بے سند و بے سروپا حکایت مقبول و محمود۔ اور پھر دعوٰی ایمان امانت و دین و دیانت بدستور موجود۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ــ کذٰلک یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار (اسی طرح اللہ ہر متکبر سخت گیر کے دل پر مُہر کر دیتا ہے۔ ت)

بالجملہ یہ مسئلہ نہ باب عقائد سے نہ باب احکام حلال و حرام سے۔ اسے جتنا ماننا چاہئے کہ اُس کے لیے اتنی سند کافی و وافی۔ منکر اگر صرف انکار یقین کرے یعنی اس پر جزم و یقین نہیں تو ٹھیک ہے، اور عامہ مسائل سیر و مغازی اخبار و فضائل ایسے ہی ہوتے ہیں، اس کے باعث وُہ مردود نہیں قرار پا سکتے۔ اور اگر دعوٰی نفی کرے یعنی کہے مجھے معلوم ثابت ہے کہ رُوحیں نہیں آتیں تو جُھوٹا کذاب ہے۔ بالفرض اگر اُن روایات سے قطع نظر بھی تو غایت یہ کہ عدم ثبوت ہے نہ ثبوت عدم، اور بے دلیل عدم ادعائے عدم محض تحکم و ستم، آنے کے بارے تو اتنی کتب و علماء کی عبارات اتنی روایات بھی ہیں نفی و انکار کے لیے کون سی روایت ہے؟ کس حدیث میں آیا کہ رُوحوں کا آنا باطل و غلط ہے؟ تو ادعائے بے دلیل محض باطل و ذلیل۔

کیسی ہٹ دھرمی ہے کہ طرف مقابل پر روایات موجودہ صرف بربنائے ضعف مردود، اور اپنی طرف روایت کا نام نہ نشان اور ادعائے نفی کا بلند نشان۔ رُوحوں کا آنا اگر باب عقائد سے ہے تو نفیاً و اثباتاً ہر طرح اسی باب سے ہوگا، اور دعوٰی نفی کے لیے بھی دلیل قطعی درکار ہوگی، یا مسئلہ ایک طرف سے باب عقائد میں ہے کہ صحاح بھی مردود، اور دُوسری طرف سے ضروریات میں ہے کہ اصلاً حاجت دلیل مفقود۔

ولکن الوھابیۃ لایعقلون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین، اٰمین، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ فقط

لیکن وہابیہ بے عقل ہوتے ہیں ــ اور برائی سے رکنے، نیکی کے کرنے کی طاقت نہیں مگر بلند عظیم خدا ہی کی طرف سے۔ اور خدائے برتر اپنی مخلوق میں سب سے بہتر حضرت محمد اور ان کی آل و اصحاب سب پر درود نازل فرمائے۔ الٰہی! قبول کر۔ اور اللہ تعالٰی خوب جاننے والا ہے اور اس ذات بزرگ کا علم زیادہ کامل اور محکم ہے (ت)

مسئلہ ۲۶۱ از کانپور محلہ مول گنج مرسلہ امام الدین صاحب ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ

مرنے کے بعد میت کو اپنے عزیزوں سے کس طرح تعلقات رہتے ہیں؟

الجواب

موت فنائے رُوح نہیں، بلکہ وُہ جسم سے رُوح کا جدا ہونا ہے۔ رُوح ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ حدیث میں ہے انما خلقتم للابد[1] تم ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے بنائے گئے۔ تو جیسے تعلقات حیات دنیوی میں تھے اب بھی رہتے ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ "ہر جمعہ کو ماں باپ پر اولاد کے ایک ہفتہ کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں، برائیوں پر رنجیدہ ہوتے ہیں، تو اپنے گزرے ہوؤں کو رنجیدہ نہ کرو، اے اللہ کے بندو! واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۶۲ از لاہور مسجد بیگم شاہی اندرون دروازہ مستی مرسلہ صوفی احمد الدین طالبعلم ۲۶ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ارواحِ مومنین کی جگہ کون ہے، کیا جسد کے ساتھ رہتے ہیں یا علیحدہ؟

الجواب

ارواحِ مومنین برزخ میں اجسام مثالی ہیں، جیسے شہدا کے لیے حواصل طیور خضر[1] فرمایا سبز پرندوں کے بھیس میں، اور اُن کے مقام حسبِ مراتب مختلف ہیں، قبور پر یا چاہِ زمزم میں یا فضائے آسمان میں یا کسی آسمان پر یا عرش کے نیچے نور کی قندیلوں میں، کما فصلہ الامام السیوطی فی شرح الصدور (جیسا کہ امام سیوطی نے شرح الصدور میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۶۳ تا ۲۶۸ از کانپور محلہ مول گنج مرسلہ امام الدین صاحب ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ

(۱) عزیزوں پر جو اثر ہوتا ہے کیا اُس کا اثر میت پر بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

(۲) عذاب و ثواب کی کیا شکل ہے جبکہ انسان خاک میں مل جاتا ہے اور رُوح اپنے مقام پر چلی جاتی ہے۔

(۳) رُوح کا مقام مرنے کے بعد کہاں ہے؟

(۴) خواب میں اپنے کسی مرحوم عزیز کو دیکھتے ہیں کیا اس کا اثر مرحوم پر بھی پڑتا ہے یا نہیں؟

(۵) رُوح کیا چیز ہے؟ اکثر سُنا گیا ہے کہ رُوح تمام دُنیاوی کیفیات کا ادراک ہر وقت بعد موت کرتی ہے۔

(۶) قبر پر کوئی شخص جائے اس کا علم میت کو ہوتا ہے؟

---

[1] شرح الصدور باب مقر الارواح مطبوعہ خلافت اکیڈمی سوات ص ۹۶

الجواب

(۱) عزیزوں کو اگر تکلیف پہنچتی ہے اس کا ملال میت کو بھی ہوتا ہے، اموات پر رونے کی ممانعت میں فرمایا کہ جب تم روتے ہو مُردہ بھی رونے لگتا ہے، تو اُسے غمگین نہ کرو۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۲) انسان کبھی خاک نہیں ہوتا بدن خاک ہوجاتا ہے، اور وُہ بھی کُل نہیں، کچھ اجزائے اصلیہ دقیقہ جن کو عجب الذنب کہتے ہیں وُہ نہ جلتے ہیں نہ گلتے ہیں ہمیشہ باقی رہتے ہیں، اُنھیں پر روزِ قیامت ترکیبِ جسم ہوگی۔ عذاب وثواب رُوح وجسم دونوں کے لیے ہے، جو فقط رُوح کے لیے مانتے ہیں گمراہ ہیں، رُوح بھی باقی اور جسم کے اجزائے اصلی بھی باقی، اور جو خاک ہوگئے وُہ بھی فنائے مطلق نہ ہوئے، بلکہ تفرق اتصال ہوا اور تغیر ہیأت۔ پھر استحالہ کیا ہے۔ حدیث میں رُوح وجسم دونوں کے معذب ہونے کی یہ مثال ارشاد فرمائی کہ ایک باغ ہے اس کے پھل کھانے کی ممانعت ہے، ایک لنجھا ہے کہ پاؤں نہیں رکھتا اور آنکھیں ہیں، وہ اس باغ کے باہر پڑا ہُوا ہے، پھلوں کو دیکھتا ہے مگر اُن تک جا نہیں سکتا۔ اتنے میں ایک اندھا آیا اُس لنجھے نے اُس سے کہا: تو مجھے اپنی گردن پر بٹھا کر لے چل میں تجھے رستہ بتاؤں گا، اس باغ کا میوہ ہم تم دونوں کھائیں گے۔ یُوں وہ اندھا اس لنجھے کو لے گیا اور میوے کھائے، دونوں میں کون سزا کا مستحق ہے؟ دونوں ہی مستحق ہیں، اندھا اُسے نہ لے جاتا تو وہ نہ جا سکتا، اور لنجھا اُسے نہ بتاتا تو وُہ نہ دیکھ سکتا۔ وُہ لنجھا رُوح ہے کہ ادراک رکھتی ہے اور افعالِ جوارح نہیں کرسکتی۔ اور وُہ اندھا بدن ہے کہ افعال کرسکتا ہے ادراک نہیں رکھتا، دونوں کے اجتماع سے معصیت ہُوئی دونوں ہی مستحقِ سزا ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳) رُوح کا مقام بعد موت حسبِ مراتب مختلف ہے۔ مسلمانوں میں بعض کی رُوحیں قبر پر رہتی ہیں اور بعض کی چاہِ زمزم میں اور بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، اور بعض آسمانِ اوّل دوم ہفتم تک، اور بعض اعلٰی علیین میں، اور بعض سبز پرندوں کی شکل میں زیرِ عرش نُور کی قندیلوں میں۔ کفار میں بعض کی روحیں چاہ وادی برہوت میں، بعض کی زمینِ دوم سوم ہفتم تک، بعض سجّین میں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۴) کبھی پڑتا ہے کبھی نہیں، دونوں قسم کے خواب شرح الصدور میں مذکور ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۵) رُوح میرے رب کے حکم سے ایک شَے ہے اور تمھیں علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا۔ رُوح کے ادراکاتِ علم وسمع وبصر باقی رہتے، بلکہ پہلے سے بھی زائد ہوجاتے ہیں، واللہ تعالٰی اعلم۔

(۶) قبر پر آنے والے کو میت دیکھتا ہے، اُس کی بات سُنتا ہے۔ اگر زندگی میں پہچانتا تھا اب بھی پہچانتا ہے اگر اس کا عزیز یا دوست ہے تو اُس کے آنے سے اُنس حاصل کرتا ہے۔ یہ سب باتیں احادیث،

اقوالِ ائمہ میں مصرح اور اہلسنت کا اعتقاد ہیں۔ ان کی تفصیل ہماری کتاب "حیات الموات فی بیان سماع الاموات" میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۴ ۱۶ جمادی الاخری ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو جمعرات کو انتقال کرے اس پر عذاب قبر ہر جمعرات کو یا دائمی معاف ہے یا نہیں؟

الجواب

جمعرات کے لیے کوئی حکم نہیں آیا، شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ اور رمضان مبارک میں ہر روز کے واسطے یہ حکم ہے کہ جو مسلمان اُن میں مرے گا سوالِ نکیرین و عذابِ کرم سے محفوظ رہے گا واللہ اکرم ان یعفو من شئ ثم یعود فیہ۔ اللہ اس سے زیادہ کریم ہے کہ ایک شے کو معاف فرما کر پھر اس پر مواخذہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۵ از عبداللہ صاحب محلہ بہاری پور شہر بریلی ۱۶ صفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے آج یہ بیان کیا کہ ایک نام کے دو آدمی ہوں تو ایسا ہوجاتا ہے کہ بجائے اُس کے کہ جس کی قضا آئی ہو دوسرے آدمی کی رُوح قبض کرلیتے ہیں فرشتے۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ یہ وقوعہ میرے رُوبرو کا ہے کہ ایک کی جان قبض کرلی گئی اور چند منٹوں کے بعد وُہ زندہ ہوگیا اور اُس نام کا اُس محلّہ کے قریب ایک شخص تھا وُہ مرگیا۔ جو شخص اوّل مرگیا تھا جب اُس سے حال دریافت کیا تو اُس نے بہت کچھ قصہ بیان کیا، اس کے بارے میں کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟ زیادہ حدِ ادب!

الجواب

یہ محض غلط ہے، اللہ کے فرشتے اُس کے حکم میں غلطی نہیں کرتے قال اللہ تعالیٰ ویفعلون ما یؤمرون[1] فرشتے وُہ کرتے ہیں جو انھیں حکم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] القرآن ۱۶/ ۵۰